اعتکاف

اعتکاف کا شرعی معنی:

لُزُوْمُ المَقَامِ مِنَ المَسْجِدِ مِنْ شَخْصٍ مَخْصُوْصٍ عَلَى صِفَةٍ مَخْصُوْصَةٍ
(سبل السلام ج٢ ص ١٧٣ ، نيل الأوطار ج ٤ ص ٢٧٩)

کسی خاص شخص کا مخصوص حالت پر مسجد میں جگہ کو لازم کر لینے کو اعتکاف کہتے ہیں۔

اعتکاف کی شرعی حیثیت

آنحضرتؐ رمضان کے آخری دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے' یہاں تک کہ اللہ نے آپؐ کو فوت کر لیا۔ (بخاری' ترمذی)

آنحضرتؐ ہر رمضان میں دس دن اعتکاف بیٹھا کرتے تھے' پس جس سال آپ نے وفات پائی اس سال آپؐ نے بیس دن اعتکاف کیا (ابوداؤد ۳۳۴ ج ۱)

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ اعتکاف سنت ہے۔ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ (نیل الاوطار)

معتکف کو بغیر ضرورت کے اعتکاف گاہ سے باہر نہیں نکلنا چاہئے۔

معتکف کو سر دھونا' غسل کرنا اور کنگھی کرنا درست ہے۔ بیمار پرسی اور نماز جنازہ کے لئے بھی نہ جائے' ہاں راہ چلتے بیمار کا حال پوچھ لے تو جائز ہے۔ جب تم اعتکاف کرو تو اپنی بیویوں سے مباشرت مت کرو۔ (بقرہ)

اعتکاف کب شروع ہوگا

آنحضرتؐ جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو نماز فجر پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاتے

تھے۔ (ابوداؤد' ابن ماجہ)

معتکف کو چاہئے کہ رمضان کی اکیسویں رات مسجد میں گزارے' طاق رات کی فضیلت حاصل کرے اور صبح کی نماز کے بعد اعتکاف گاہ میں داخل ہو جائے۔ اگر کوئی آدمی اکیسویں رات مسجد میں نہیں گزارتا صرف صبح نماز فجر کے بعد جائے اعتکاف میں داخل ہو جائے تو اس کا اعتکاف درست ہو گا۔

فضائلِ اعتکاف

جس نے رمضان میں دس دن کا اعتکاف کیا اسے دو حج اور دو عمرے کا ثواب ملے گا۔
(بیہقی' شعب الایمان)

وہ اعتکاف کی وجہ سے گناہوں سے بچا رہتا ہے اور اس کے نیکیوں کا حساب ساری نیکیاں کرنے والے بندے کی طرح جاری رہتا ہے اور نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔ (بیہقی شریف)

مرد و عورت کا اعتکاف صرف مسجد میں ہے گھر میں جائز نہیں ہے۔ امام نوویؒ شرح مسلم میں فرماتے ہیں بے شک اعتکاف درست نہیں ہے مگر مسجد میں' کیونکہ آنحضرتؐ اور آپؐ کی ازواج مطہرات اور آپؐ کے صحابہؓ نے مسجد میں ہی اعتکاف کیا۔ جب شوال کا چاند نظر آجائے تو اس وقت اعتکاف ختم ہو جاتا ہے۔

رمضان المبارک میں شبینہ!!

استاذی المکرم حضرت علامہ مفتی ابوالبرکات احمد صاحب زید مجدہ شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ گوجرانوالہ کا فتویٰ ہے۔ رمضان کے آخری عشرے کا احیاء نماز کے ذریعہ یا تلاوت قرآن اور وظائف کے ذریعہ سنت ہے۔ آنحضرتؐ اور اصحابؓ رسولؐ کا باقاعدہ یہ عمل رہا ہے' جیسا کہ کتب احادیث میں واضح ہے۔ لیکن اس کو موجودہ زمانے کے رواج سے کوئی واسطہ نہیں۔ دیگیں پکوا کر ہر طرح کے لوگ جمع کرنا یا سپیکر لگا کر سونے والوں کو یا دوسرے عبادت گزاروں کو ستانا یا حلوہ وغیرہ کی نمائش کرنا۔ یہ ساری باتیں بدعات ہیں جن کا دین یا سنت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رات بھر خاموش عبادت سنت ہے۔ آواز اندر رکھ کر قرآن سننا سنانا بھی سنت ہے۔

(فتاویٰ برکاتیہ ۹۴)

لیلۃ القدر

۱۔ لیلۃ القدر میں قرآن مجید نازل ہوا۔

۲۔ لیلۃ القدر آخری دس دن طاق رات ۲۱' ۲۳' ۲۵' ۲۷' ۲۹' میں سے کسی ایک رات میں ہے۔ (ترمذی' بخاری' مسلم)

۳۔ شب قدر کی صبح کو جب سورج نکلتا ہے تو شعاعیں نہیں ہوتیں۔ (مسلم)

۴۔ آخری عشرہ کی راتوں میں آنحضرتؐ خود بھی جاگتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔ (بخاری' مسلم)

۵۔ شب قدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

۶۔ شب قدر کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔

لیلۃ القدر کی دعا

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہؐ سے عرض کیا کہ اگر معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر کونسی رات ہے تو میں اس رات کونسی دعا مانگوں۔ آپ نے فرمایا۔

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ (مشکوۃ ج ۱ ص ۱۸۲)

اے اللہ بے شک تو بہت معاف کرنے والا ہے اور معافی کو پسند فرماتا ہے۔ پس میری خطائیں معاف فرما۔

وتر

وتر سنت مؤکدہ ہے انہیں چھوڑنا ٹھیک نہیں ہے۔ آخری رکعت کے اعتبار سے انہیں وتر کہا جاتا ہے۔ وتر ایک' تین' سات' اور نو پڑھنے جائز ہیں۔ (ابوداؤد' مسلم)

۱۔ تین وتر پڑھنے کا طریقہ

تین وتروں میں درمیان کا قعدہ و تشہد نہ بیٹھے۔ (مستدرک حاکم)

دوسرا طریقہ

دو رکعت پر سلام پھیر کر پھر ایک رکعت پڑھے' یہی بہتر و افضل ہے۔ (فتح الباری)

دعاء قنوت

دعا قنوت رکوع سے پہلے پڑھنی ٹھیک نہیں ہے جیسا کہ امام ابوداؤدؒ فرماتے ہیں۔

لَیسَ هُوَ المَشهُورُ مِن حدِیث حَفصٍ یعنی رکوع سے پہلے پڑھنا مشہور نہیں ہے۔

☆ رکوع کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرے۔ (عون المعبود)

☆ امام ہو تو جمع کی ضمیر سے پڑھے۔ اور اکیلا ہو تو مفرد کی ضمیر سے پڑھے۔

الفاظ دعاء قنوت!!

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا أَعْطَيْتَ وَقِنِيْ شَرَّ مَا قَضَيْتَ فَإِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَايَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَايَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ إِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ

(حصن حصین ، مشکوة ج ۱ ص ۱۱۲)

وتروں کے سلام کے بعد یہ دعا تین مرتبہ با آواز بلند پڑھے۔

سُبْحَانَ المَلِكِ القُدُّوْسِ (ابوداؤد)

پاک ہے بادشاہ نہایت پاک۔ (ابوداؤد)

صدقۃ الفطر!

۱- روزوں میں بات چیت وغیرہ سے جو نقصان ہوتا ہے صدقۃ الفطر اس کا فدیہ ہے

(سنن ابوداؤد شریف)

۲- صدقہ فطریہ بچے، مرد، عورت، لونڈی، غلام پر فرض ہے۔ (سنن ابوداؤد شریف)

۳- صدقہ الفطر نماز عید سے پہلے ادا کرے۔ (بخاری)

۴- صدقہ الفطر خوراک سے ایک صاع ہے (مشکوٰۃ)

۵- صدقہ الفطر محتاجوں کو دینا چاہئے۔ (ابوداؤد)

صاع کا وزن

صاع مدنی صاع نبیؐ۔ ۵⅓ رطل تہائی رطل۔ صاع کوفی و عراقی۔ ۸ رطل۔ (ترمذی)

ہندوستانی وزن

مولانا انور شاہ کشمیریؒ العرف الشذی میں فرماتے ہیں۔

وَزْنُ صَاعِ العِرَاقِيِّيْنَ عَلَى تَقْدِيْرِ عُلَمَاءِ الهِنْدِ فِيْهِ أَقْوَالٌ مِنْهَا أَنَّهُ مِأتَانِ وَسَبْعُوْنَ تُوْلَةً . (العرف الشذي ص ٥٧)

صاع عراقی کے وزن کی تحقیق میں علماء ہند کے مختلف اقوال ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ دوسو ستر تولہ (۲۷۰) ہوتا ہے۔

۲۷۰ تولہ برابر۔ تین سیر چھ چھٹانک

یہ صاع کوفی ۸ رطل کا وزن ہے

صاع مدنی ۵⅓ رطل کا وزن ۱۸۰ تولہ وزن ہے۔ ایک سو اسی تولہ برابر ہے سوا دو سیر

نوٹ:۔ ہندوستانی و پاکستانی وزن نکالنے میں اختلاف ہو جاتا ہے بعض کے نزدیک ۲ سیر گیارہ چھٹانک بعض کے نزدیک اڑھائی سیر ۲½ فتاوی علمائے اہلحدیث ص ۱۹۷ ج۔۷ میں لکھا ہے صاحب قاموس کہتا ہے کہ میں نے صاع کا اندازہ کیا گیہوں کے چار بک یعنی چار مد کو تجربہ سے معلوم کیا تو ۲½ سیر انگریزی ہوتے ہیں۔ (مجموعہ فتاوی اعزنویہ ۲۰۴' عبدالجبار بن عبداللہ غزنوی)(فتاوی علماء اہلحدیث ص ۱۹۸ ج۔۷ ایضا)

لہذا ایک صاع یعنی پونے تین سیر غلہ صدقۃ الفطر دینا چاہئے

(اہلحدیث گزٹ شمارہ نمبر ۱۲ ۱۲ محدث محمد یونس مدرس مدرسہ حضرۃ میاں نذیر حسین محدث دہلوی اور بعض کے نزدیک سوا دو سیر ۲¼ وزن نکلتا ہے۔ صحیح وزن سوا دو سیر ہے۔ استاذی المکرم مجتہد العصر محدث زماں حضرت علامہ حافظ محمد گوندلوی بھی سوا دو سیر کا فتویٰ دیتے تھے۔ اور یہی درست ہے جو کہ مذکورہ بالا دلائل سے واضح ہے۔

اب چونکہ کلو اور گرام کا دور دورہ ہے لہذا کلو چونکہ سیر سے تقریبا ایک چھٹانک بڑا ہے' اسی طرح صدقۃ الفطر دو کلو ۱۰۰ گرام یا اس کے برابر غلہ کی قیمت ادا کرنا چاہئے۔

مسائل عید!

۱۔ عید کے دن غسل مستحب ہے۔

۲۔ عیدالفطر کی نماز کے لئے طاق کھجوریں کھا کر جانا سنت ہے۔

۳۔ راستہ میں تکبیر کہتا ہوا جائے اور واپس آئے۔

الفاظ تکبیر

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

(دارقطنی)

اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے بندگی کے لائق اللہ کے سوا کوئی نہیں اور اللہ بڑا ہے اللہ بڑا ہے اللہ

ہی کے لئے تعریفیں ہیں۔ یا یہ تکبیر پڑھے۔

اَللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰہُ أَکْبَرُ اللّٰہُ أَکْبَرُ کَبِیْراً ۔ (فتح الباری ، سبل السلام)

۴۔ عید کی نماز کھلے میدان میں ادا کرنی چاہئے۔ آنحضرت نے صرف بارش کے موقع پر مسجد میں نماز عید ادا کی۔ عذر کی بنا پر مسجد میں پڑھ سکتے ہیں۔

۵۔ نماز کا وقت ایک نیزہ کے برابر سورج بلند ہونے پر ہے۔ (بخاری)

۶۔ عید کے لئے نئے کپڑے پہنے جائیں' اگر یہ میسر نہ ہوں تو دھلے ہوئے پہنے۔

۷۔ عید کے دن خوشبو استعمال کرنا سنت ہے۔

۸۔ نماز عید کے لئے عید گاہ کی طرف پیدل جانا بہتر ہے۔

۹۔ آنحضرتؐ ایک راستہ سے جاتے تھے اور دوسرے راستہ سے واپس تشریف لاتے اور راستہ میں تکبیرات کہتے۔

۱۰ عورتیں عید گاہ میں ضرور جائیں' اگر عذر کی بنا پر کسی نے نماز نہ پڑھنی ہو پھر بھی جائے صرف خطبہ سن لے اور اجتماعی دعا میں شامل ہو جائے۔ عورتوں کو سادہ لباس میں جانا چاہئے بھڑکیلے لباس سے پرہیز کریں۔ خوشبو لگا کر نہ جائیں ورنہ نیکی برباد گناہ لازم۔

۱۱۔ عید کی نماز میں اذان و تکبیر نہیں۔ (مسلم)

۱۲۔ امام نماز کے بعد خطبہ دے۔ (بخاری' مسلم)

۱۳۔ عید کے دن نماز عید سے پہلے اور بعد میں کوئی نفلی نماز نہیں ہے۔

۱۴۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے پہلے تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات تکبیریں اور دوسری میں پانچ تکبیریں کہتے۔

۱۵۔ اگر عید کی نماز رہ جائے تو دوسری نمازوں کی طرح پوری کی جا سکتی ہے۔ (بخاری)

۱۶۔ جسے ایک رکعت مل جائے وہ ایک اور پڑھ لے۔ (بخاری' مسلم)

۱۷۔ جسے نماز نہ ملے وہ اکیلا دو رکعت پڑھ لے۔ (بخاری)

۱۸۔ اگر کئی آدمی مل جائیں تو دوسری جماعت کر لیں (بخاری)

۱۹۔ عید اور جمعہ اکٹھے ہو جائیں تو جمعہ کی نماز کی رخصت ہے۔ صرف ظہر پڑھ لے۔

۲۰۔ عید کے دن صحابہؓ آپس میں ملتے تو مندرجہ ذیل کلمات کہتے۔

تَقَبَّلَ اللّٰہُ مِنَّا وَمِنْکَ

یعنی اللہ ہم سے اور تم سے قبول فرمائے۔ (فتح الباری)

۲۱۔ تکبیراتِ عید میں رفع الیدین کرنا آنحضرتؐ سے مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں (عون المعبود)

۲۲۔ ابن عمرؓ ہر تکبیر میں رفع الیدین کرتے تھے۔ (سبل السلام)

۲۳۔ جو دونوں عیدوں کی راتوں میں اخلاص اور نیک نیتی سے شب بیداری کرے گا اس کا دل نہیں مرے گا جس دن اوروں کے دل مردہ ہو جائیں گے۔ (ابن ماجہ)

۲۴۔ خطبہ کے لئے منبر نہ ہو۔ (مسلم)

۲۵۔ امام کے آگے سترہ ہونا چاہئے۔ (بخاری)

۲۶۔ عید کی نماز دو رکعت ہے۔ (مسلم)

۲۷۔ دونوں رکعتیں جہر سے پڑھے (مشکوۃ)

۲۸۔ آنحضرتؐ سورۃ فاتحہ کے بعد پہلی رکعت میں سورۃ اعلیٰ اور دوسری رکعت میں الغاشیہ پڑھتے تھے۔ (مسلم)

عید الفطر

عید الفطر کی ابتدا اور مقصد

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : « وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوْا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ » (البقرة : ۱۸۵)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ تم روزوں کی گنتی پوری کرو اور تم اللہ کی بڑائی بیان کرو کہ اس نے تمہیں ہدایت بخشی اور چاہئے کہ تم ان کی نعمتوں کا شکریہ بجالاؤ۔

لفظ عید کا مفہوم

لفظ عید "عود" سے مشتق ہے، جس کا معنی لوٹنا ہے۔ بار بار لوٹنے اور اس دن میں خوشی کے ہونے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا ہے یا بطور تفاؤل و شگون اس کا نام رکھا گیا ہے کہ خدا کرے کہ

یہ ساعت ہمایوں بار بار آئے اور دلوں کو نشاط زندگی سے روشناس کرائے۔ عرب لوگ بطور تفاؤل لق دق صحرا اور جنگل سے اسکی ہلاکت آفرینیوں اور وحشت رانیوں کی وجہ سے مُہلک کہنا چاہئے وہ اسے مفازہ کہتے ہیں۔

لفظ مَفازہ کامیابی و کامرانی کے معنی میں آتا ہے۔ اسی طرح جسے سانپ کاٹے یا ڈسے اس کے لئے سَلِم کا لفظ استعمال کرتے ہیں اور کوئی گروہ وطن چھوڑ کر سفر کے لئے روانہ ہو اسے قافلہ کہتے ہیں۔ حالانکہ اس کا حقیقی معنی واپس لوٹنے والے کے ہیں۔ روانہ ہونے والے اور جانیوالے کے نہیں۔ یہ تمام شگون و تفاؤل کی بنا پر ہے

(عون المعبود ص ۴۴۱ ج۔۱' غنیہ ص ۱۸' تحفتہ الاحوذی ص ۳۷۲ ج۔۱)

عید کی ابتداء

جب آنحضرتؐ یثرب تشریف لائے تو آپؐ نے اس کا نام "طیبہ" اور "مدینۃ الرسول" رکھا۔ آپؐ نے دیکھا کہ یہاں کے لوگ خوشی کے دو دن مناتے ہیں' آپؐ نے انصار سے پوچھا۔

مَا هٰذَا ؟ قَالُوْا كُنَّا نَلْعَبُ فِيْهِمَا فِيْ الجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم : قَدْ أَبْدَلَكُمْ اللّٰهُ بِهِمَا خَيْراً مِنْهُمَا يَوْمَ الأَضْحٰى وَيَوْمَ الفِطْرِ

(ابوداؤد ، عن انس)

یہ کیا ہے' انہوں نے عرض کیا کہ ہم قبل از اسلام ان دنوں میں کھیلا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے ان دنوں کا بہتر بدل تمہیں دیدیا ہے اور وہ یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر ہیں۔

سبل السلام میں ہے۔

اِشْتَهَرَ فِيْ السِّيَرِ أَنَّ أَوَّلَ عِيْدٍ شُرِعَ عِيْدُ الفِطْرِ وَأَنَّهُ فِيْ السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنَ الهِجْرَةِ . (سبل السلام ج ۲ ص ۸۲)

سب سے پہلے جو عید ہوئی وہ عید الفطر تھی اور یہ ۲ھ میں ہوئی۔ تاریخ ابن اثیر میں ہے۔

وَفِيهَا أَمرَ النَّاسُ بِإِخْرَاجِ الزَّكَاة قَبْلَ الفطرِ بِيَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ وَفِيهَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى المُصَلّٰى فَصَلّٰى بِهِمْ صَلَاةَ العِيْدِ وَكَانَ ذٰلِكَ أَوَّلُ خُرْجَةٍ خَرَجَهَا . (كامل ج ٢ ص ٤٣)

اسی ماہ لوگوں کو عید کی نماز سے ایک دن یا دو دن پہلے صدقۃ الفطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا اور اسی میں آنحضرتؐ عید گاہ کی طرف نکلے اور لوگوں کے ساتھ پہلی بار نماز عید ادا کی یہ ۲ھ کا واقعہ ہے۔ کیونکہ ۲ھ میں روزے فرض ہوئے تھے، اسی سال پہلی عید ادا فرمائی، قبل از اسلام عید "نوروز" اور "مہرجان" دو تہوار مناتے تھے۔

وَهُمَا يَوْمُ النَّيْرُوْزِ وَيَوْمُ المَهْرَجَانِ (عون المعبود ص ۴۴۱ ج۔۱)

نوروز اور مہرجان ایسے تہوار تھے جن میں سراسر لہو و لعب ہنسی کھیل رنگ رلیاں اور صرف تفریح ہوا کرتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یکسر ختم کر دیا اور مسلمانوں کے لئے عید الفطر اور عید الاضحیٰ دو دن خوشی کے مقرر فرمائے اور خوشی و مسرت کے موقع پر عبادت "ذکر الٰہی" کا التزام فرمایا یہ خصوصیت صرف اسلامی عیدوں کی ہے۔ جاہلیت کی عیدوں میں یہ چیزیں بالکل مفقود تھیں۔

پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

أَرْبعةُ أَعْيادٍ لِأَرْبَعَةِ أَقْوامٍ أَحدُها عِيْدُ قَوْمِ إِبْرَاهِيْمَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : فَنَظَرَ نَظْرَةً فِيْ النُّجُوْمِ فَقَالَ إِنِّيْ سَقِيْمٌ . وَذٰلِكَ أَنَّ قَوْمَهُ خَرَجُوْا إِلَى عِيْدِهِمْ الثَّانِيْ فَهُوَ عِيْدُ قَوْمِ مُوْسَى قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ : مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ . الثَّالِثُ فَهُوَ عِيْدُ عِيْسَى وَقَوْمِهِ قَوْلُهُ تَعَالَى : اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا أَنْزِلْ عَلَيْنَا مَائِدَةً مِنَ السَّمَاءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْداً لِأَوَّلِنَا وَآخِرِنَا وَآيَةً مِنْكَ . وَأَمَّا العِيْدُ الرَّابِعُ فَهُوَ عِيْدُ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(الغنية للشيخ عبد القادر جيلانى ص ۱۹ ، ۲۰ ، ۲۱ ج ۲ مطبوعه مصر)

چار قوموں کی عیدیں ہیں۔ پہلی عید قوم ابراہیم علیہ السلام جس کا ذکر اس آیت « فَنَظَرَ نَظْرَةً فِيْ النُّجُوْمِ » الخ میں ہے دوسری عید قوم موسیٰ علیہ السلام کی ہے جس کا ذکر آیت

« مَوْعِدُکُمْ یَوْمُ الزِّیْنَۃِ » تیسری عید قوم عیسیٰ علیہ السلام کی ہے۔ جس کا ذکر آیت
« اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَائِدَۃً مِنَ السَّمَاءِ تَکُوْنُ لَنَا عِیْداً »

میں۔ قرآن مجید میں صرف اس آیت میں لفظ عید آیا ہے اور کسی جگہ نہیں وارد ہوا۔ چوتھی عید امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

مقصدِ عید!!

عید کے تین اہم مقاصد ہیں جن کی تکمیل ضروری ہے۔

۱۔ اظہار شکر ۲۔ تجمل و شکوہ ۳۔ انسانیت کا فطری تقاضا

اظہار شکر

عید کے جشن مسرت کو جو دینی حیثیت حاصل ہے تو اس لئے کہ اس میں بھی شکر گزاری کا ایک پہلو موجود ہے کہ ایک روزہ دار جس نے پورا مہینہ بھوک' پیاس اس لئے برداشت کی ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضامندی و خوشنودی حاصل ہو گی۔ اور عید کے دن یقیناً اسے خوشی ہو گی کہ اس کی محنت ٹھکانے لگی اور واجب الاجر کی خوشخبری کا مستحق ٹھہرا۔ قرآن مجید نے اسی مقصد کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

« وَلِتُکْمِلُوْا الْعِدَّۃَ وَلِتُکَبِّرُوْا اللّٰہَ عَلٰی مَا ھَدَاکُمْ لَعَلَّکُمْ تَشْکُرُوْنَ »

تاکہ تم روزوں کی گنتی کو پورا کر لو۔ اور تاکہ اللہ تعالیٰ نے جو سیدھی راہ تم کو دکھائی ہے اس نعمت پر اس کی بڑائی بیان کرو اور تاکہ تم احسان مانو اور اس کے شکر گزار ہو۔

تجمل و شکوہ!

یعنی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ اس روز صاف ستھرے اور اجلے کپڑے پہنیں' اس روز نہا دھو کر عمدہ اور پاکیزہ لباس زیب تن کرنا مسنون ہے۔

اس طرح آنے جانے کا راستہ تبدیل کرنا۔ عورتوں کو ساتھ لے جانا قومی و ملی شکوہ و یگانگت کا اظہار ہے

إِنَّ اللّٰهَ جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ » اللہ خوبصورت ہے خوبصورتی کو پسند کرتا ہے۔ اور تَخَلَّقُوْا بِأَخْلَاقِ اللّٰهِ کا تقاضا ہے کہ مسلمان صاف ستھری اور اجلی ثقافت کو اختیار کریں۔
اصل میں مسلمان کی ساری زندگی رضائے الٰہی کے لئے ہے۔ اگر خشیتِ الٰہی سے رونا عبادت ہے تو شکر و امتنان کے جذبہ سے معمور ہو کر ہنسنا بھی اللہ کا بہت بڑا انعام ہے

« أَنَّهُ هُوَ أَضْحَكَ وَأَبْكَى » اور اسی کی ذات ہے جو ہنساتی اور رلاتی ہے' یعنی ہنسنا اور رونا دونوں من جانب اللہ ہیں۔

انسانیت کا فطری تقاضا !

جس طرح افراد کے لئے ایسے اوقات کی ضرورت ہے وہ دن کی بھی کوفت و تھکان کو دور کر سکیں اور نشاط کے لئے دو گھڑی ہنسی کھیل سے طبیعت کو از سر نو تیار کر سکیں اسی طرح قومی زندگی میں بھی ایسے تہواروں کی ضرورت ہے جو خوشی و مسرت کا موقع بہم پہنچائیں۔ چنانچہ اسلام جو دین فطرت ہے۔ اس نے انسانیت کی فطری تقاضا کو پورا فرمایا اور پوری قوم کو جشن مسرت منانے کی اجازت فرمائی۔

فضیلت عید الفطر !

عید الفطر کے دن ارشاد خداوندی ہے

يَا مَلَائِكَتِيْ مَا جَزَاءُ أَجِيْرٍ وَفَّى عَمَلَهُ

اے میرے فرشتو! اس مزدور کو جس نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے کیا بدلہ ملنا چاہئے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں اس کا بدلہ یہی ہے کہ اس کو پوری پوری اجرت دی جائے پھر اللہ فرماتے ہیں